سورۃ المومنون

تعارف

آیات ۱ - ۱۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ (١) الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۙ (٢) وَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۙ (٣) وَ
الَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۙ (٤) وَ الَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۙ (٥) اِلَّا عَلٰۤى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ
اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۚ (٦) فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۚ (٧) وَ الَّذِيْنَ هُمْ
لِاَمٰنٰتِهِمْ وَ عَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۙ (٨) وَ الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۘ (٩) اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۙ (١٠)
الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (١١)

سُوْرَةُ الْمُؤْمِنُوْن

- نام، سُوْرَۃُالْمُؤْمِنُوْن (The Believers) – جو سورۃ کی پہلی آیت (قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ) سے ماخوذ
- سورت کا حجم : سورت کی آیات کی تعداد 118 ہے (قرأت کی کوفی روایت کے مطابق)اور اس میں 6رکوع ہیں
- زمانۂ نزول — سورت کے انداز بیان اور مضامین سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے نزول کا زمانہ مکہ کا دور متوسط ہے

یہ سورۃ مکہ کے قحط کے زمانے میں نازل ہوئی ہے اور معتبر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ قحط مکی زندگی کے دور متوسط میں برپا ہوا تھا۔ حضرت عروہ بن زبیر کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سورت کے نزول سے پہلے حضرت عمرؓ ایمان لا چکے تھے

حضرت عمرؓ کا قول ہے کہ یہ سورۃ میرے سامنے نازل ہوئی ہے اور میں نے نبی کریم ﷺ پر وہ کیفیت طاری ہوتے دیکھی جو نزول وحی کے وقت آپ پر طاری ہوا کرتی تھی۔ یعنی سخت سردیوں میں آپ کی مبارک پیشانی سے پسینے کے قطرے ٹپکتے تھے اور سخت گرمی میں آپ کے دانت بجنے لگتے تھے اور آپ کے چہرے کی رنگت یوں ہو جاتی تھی جیسے کھجور کا خشک اور زرد پتا ہوتا ہے۔ آپ نزول وحی کی اس کیفیت سے جب فارغ ہوئے تو فرمایا کہ مجھ پر اس وقت دس ایسی آیتیں نازل ہوئی ہیں کہ اگر کوئی ان کے معیار پر پورا اتر جائے تو یقیناً جنت میں جائے گا۔ پھر آپ نے اس سورۃ کی ابتدائی آیات پڑھ کر سنائیں ۔ (ترمذی، نسائی، حاکم)

- سورت کا ربط: اس سورت کا سابقہ سورت (الحج) سے گہرا ربط دکھائی دیتا ہے سورۃ حج کے اختتام پر مسلمانوں کو ان کا فریضہ منصبی یاد دلایا گیا ہے۔ یعنی اللہ کے رسول نے دین حق کی گواہی جس طرح تم پر دی ہے اسی طرح اب تمہارا فرض ہے کہ یہ گواہی تم خلق پر دو اور ساتھ ہی ساتھ اس منصب کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے لیے جن باتوں کو اپنے اندر پیدا کرنا ضروری ہے مثلاً اہتمام نماز، ادائیگی زکوۃ اور توکل علی اللہ، ان کی ہدایت فرمائی ہے۔ ان تمام صفات کا ذکر اس سورت میں (تفصیل اگلی سلائیڈز پر)

سُوْرَةُ الْحَجّ

سابقہ سورت (سورة الحج) سے ربط: سُوْرَةُ الْحَجّ میں:

سورۃالحج میں امتِ مسلمہ کو ملتِ ابراہیم کی نمائندہ بنا کر شہادتِ دین اور اقامتِ دین کا عظیم مشن سونپا گیا، اور فوراً بعد سورۃالمؤمنون میں یہ واضح کر دیا گیا کہ اس مشن کے اصل اہل وہی ہیں جو ایمان، عبادت، اخلاق اور اجتماعی ذمہ داریوں میں پورا اترتے ہیں۔

- ← امتِ مسلمہ کو ملتِ ابراہیم کی وارث قرار دیا گیا، شہادتِ علی الناس کا منصب دیا گیا
- ← مشرک قیادت پر فردِ جرم عائد کی گئی
- ← دفاعی جہاد کی پہلی اجازت دی گئی
- ← اسلامی اقتدار کے چار بنیادی فرائض (نماز، زکوٰۃ، امر بالمعروف، نہی عن المنکر) واضح کیے
- ← اللہ نے تمہارا نام "مسلم" رکھا اور لوگوں پر شہادت کے فریضے کی ذمہ داری سونپی

○ سُوْرَةُ الْمُؤمِنُون میں، یہ سوال بدل جاتا ہے:

- ← یہ "مسلم" کون ہیں جو واقعی فلاح پائیں گے؟
- ← کون اس شہادتِ دین کے بوجھ کا اہل ہے؟
- ← اس کردار کی پروفائل اور اہلیت (Qualification Criteria) بتائی گئی ہے یہاں - نماز میں خشوع، لغویات سے اعراض، زکوٰۃ کا اہتمام، پاکدامنی، امانت و عہد کی پاسداری، نمازوں کی حفاظت
- ← سُوْرَةُ النُّور میں اسلامی ریاست اور اس کے اداروں کی تنظیم کے لیے قانونی معاشرتی اور فوجداری قوانین کے نفاذ کی ہدایات

سُوْرَةُ الحْجّ

- سورة المؤمنون سے کتابی ربط (Logical Flow):

سورۃ الحج	سورۃ المؤمنون
امت کو مشن دیا گیا	مشن کے اہل افراد کی تعریف بتائی گئی
"تم مسلم ہو"	"کون مومن ہے؟"
اجتماعی ذمہ داریاں	انفرادی و اخلاقی تشکیل
جہاد، قیادت، اقتدار	کردار، ضبط، عبادت
شہادت علی الناس	فلاح کا معیار
امت کو شہادتِ دین کی ذمہ داری دی گئی	اس ذمہ داری کو نبھانے والے "مومن" کیسے بنتے ہیں

سُوْرَةُ الْمُؤْمِنُوْن (مضامین)

- **سورت کا مرکزی مضمون:** یہ ہے کہ "رسول کی دعوت کے ذریعے انسانی افکار و کردار کی اصلاح کی جائے، تاکہ انسان توحید، ایمان اور عملِ صالح کی بنیاد پر حقیقی فلاح حاصل کرے اور آخرت کی جواب دہی کے لیے تیار ہو جائے "

- **سورت کے مضامین:**

1. **اہلِ ایمان کی صفات اور فلاح** : سورت کا آغاز مؤمنین کی سات صفات سے ہوتا ہے جو فلاح کا معیار ہیں۔ جس میں نماز میں خشوع، لغو سے پرہیز، زکوٰۃ، عفت، امانت، عہد کی پابندی اور نماز کی حفاظت جیسی صفات شامل ہیں۔ یہ صفات دراصل دعوتِ نبوی ﷺ کی سچائی کی عملی دلیل بھی ہیں۔ جن لوگوں نے دعوت قبول کی ان جیسی صفات سے متصف ہو گئے
2. **توحید و معاد پر انفسی و آفاقی دلائل** : انسان کی تخلیق کے مراحل (مٹی، نطفہ، علقہ، مضغہ، ہڈیاں، گوشت) اور کائنات کے نظام (آسمان، زمین، بارش، پہاڑ، نباتات) میں اللہ کی قدرت کی نشانیاں ہیں جو توحید اور قیامت کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ نظامِ کائنات اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اس کائنات کا خالق اور منتظم ایک ہی رب ہے۔
3. **انبیاء کی دعوت اور تاریخ کا سبق** : پچھلے انبیاء علیہم السلام (حضرت نوح، موسیٰ، ہارون، عیسیٰ علیہم السلام) کا تذکرہ ہے کہ ان کی قوموں نے بھی انہی اعتراضات کے ساتھ تکذیب کی جو قریش کر رہے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ نے ان قوموں کو ہلاک کر دیا اور دوسری قومیں ان کی جگہ لے آئیں۔

سُوْرَةُ الْمُؤْمِنُوْن (مضامین)

4. **ایک دین، ایک امت** : تمام انبیاء کا دین ایک تھا اور وہ ایک ہی دعوت لے کر آئے۔ لیکن بعد کی امتوں نے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اگر حق کو لوگوں کی خواہشات کا تابع کر دیا جائے تو زمین و آسمان میں فساد برپا ہو جائے۔

5. **دنیوی خوشحالی اور آزمائش** : مال و دولت اور اولاد کی کثرت اللہ کے ہاں قرب کا ذریعہ نہیں، بلکہ آزمائش ہے۔ مشرکین مکہ اپنی تجارت، ثروت اور اقتدار کو حقانیت کی دلیل سمجھتے تھے، جبکہ مؤمنین کی غربت کو باطل ہونے کی علامت۔ اللہ نے اس غلط فہمی کی نفی فرمائی

6. **دعوت کے آداب اور حکمت** : نبی ﷺ کو ہدایت کی گئی کہ برائی کا جواب نیکی سے دیں اور شیطان کی اکساہٹ سے بچیں۔ نیز آپ کو تسلی دی گئی کہ آپ صراطِ مستقیم کے داعی ہیں اور اپنا کام جاری رکھیں، خواہ مخالفت کی کیا ہی شدت کیوں نہ ہو۔

7. **مخالفین کے شبہات اور ان کا ردّ** : مشرکین کے اعتراضات اور مطالبات کا جواب دیا گیا کہ حق باطل کی خواہشات کے مطابق تبدیل نہیں ہو سکتا اور وحی میں کسی قسم کی مصلحت آمیزی ممکن نہیں۔

8. **آخرت کی جواب دہی اور انجام کی تنبیہ** : انسان یہ سمجھتا ہے کہ اسے بے مقصد پیدا کیا گیا ہے اور اسے لوٹایا نہیں جائے گا۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ اسے اللہ کی طرف لوٹنا ہے اور اس کے ہر عمل کی بازپرس ہو گی۔ جو لوگ دنیا پرستی میں غرق ہیں، آخرت کی باتوں سے دلچسپی نہیں رکھتے، وہ قیامت کے دن پچھتائیں گے۔

سُوْرَةُ الْمُؤْمِنُوْن (منفرد خصوصیات)

- **انسانی کردار سازی کا عملی پروگرام** : اس سورت کی ابتدائی 11 آیات انسان کی کردار سازی اور تربیت کا ایک جامع عملی پروگرام پیش کرتی ہیں ۔جو شخص ان پر حقیقی عمل کر لے، وہ جنت کا مستحق بن جاتا ہے۔
- **فلاح کا جامع تصور** : سورت کے آغاز میں کامیاب مومنین کی صفات بیان کی گئی ہیں، یہاں فلاح/کامیابی کا ایک جامع تصور (profile of success) پیش کیا گیا ہے، جو نماز سے شروع ہو کر اخلاق، معاملات اور معاشرت تک پھیلا ہوا ہے - جس سے معلوم ہوا ہے کہ کامیابی (فلاح) محض مادی ترقی نہیں بلکہ ایمان اور عملِ صالح کا مجموعہ ہے۔
- **ایمان - اخلاق - عبادت کا مربوط ماڈل**: سورت میں انسانی کردار کی صفات (خشوع، پاکدامنی، امانت داری) اور ظاہری شعائر (نماز، زکوٰۃ) محض فرد تک محدود اعمال نہیں بلکہ انہیں ایک حقیقی کامیابی کے معیار کے طور پر عبادت کے ایک مربوط ماڈل کے طور پر پیش کیا گیا ہے یعنی ایمان صرف عقیدہ نہیں بلکہ مکمل شخصیت سازی کا نام ہے
- **انسان کی تخلیق کا مرحلہ وار بیان** : نطفہ ← علقہ ← مضغہ ← ہڈیاں ← گوشت ← نئ تخلیق ۔ یہ نہ صرف نہایت بلیغ اور سائنسی طور پر قابلِ غور انداز میں انسان کی تخلیق کا بیان ہے بلکہ اس کے ذریعے انسان کو اپنی اصل، کمزوری اور خالق کی قدرت دونوں کا شعور دیا گیا ہے
- **رزقِ حلال اور عملِ صالح کا ربط** : : آیت نمبر 51 میں انبیاء کو حکم دیا گیا: "پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو" یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حلال رزق کا انسان کے اعمال اور روحانیت پر گہرا اثر ہوتا ہے۔

سُوْرَةُ الْمُؤْمِنُوْن (منفرد خصوصیات)

★ مومن کا داخلی رویہ (Inner Psychology): مومن کے باطنی احساسات اور اس کے دل کی کیفیت کو بیان کیا گیا ہے:

(ا) خوفِ خدا کے ساتھ نیکی (Humility)-یعنی وہ وہ اللہ کے خوف کے ساتھ نیک اعمال کرتا ہے اور ان پر غرور نہیں کرتا۔

(2) اعمال کے باوجود جواب دہی کا احساس (Accountability)-اعمال کے باوجود اس کے دل میں جواب دہی کا احساس اور عاجزی رہتی ہے، کہ کہیں قبول نہ ہوں اسی سے اس کا ایمان اور اخلاص مضبوط ہوتا ہے۔

★ مشرك قیادت کے اوصاف: اس سورت میں مشرک قیادت کی 4 بیماریاں بتائی گئی ہیں۔ (ا) تکبر اور دنیا پرستی (۲) حق کا انکار باوجود علم کے (۳) عوام کو گمراہ کرنا (propaganda / influence) (۴) آخرت سے غفلت اور جواب دہی کا انکار

یہ لوگ خود بھی بھٹکے ہوئے ہیں اور دوسروں کو بھی بھٹکاتے ہی، یعنی misleading leadership

مشرک قیادت کی ان بیماریوں سے اہل ایمان (امت) کو فکری اور سماجی شعور دیا گیا، تاکہ وہ ہر دور کی گمراہ کن قیادت کو پہچان سکیں۔تاکہ اہلِ ایمان اندھی پیروی نہ کریں بلکہ سوچ سمجھ کر رہنماؤں کو پرکھیں

جس کا اصل پیغام : یہ ہے کہ قیادت کا اصل معیار حق کی طرف دعوت (اور اس کا قیام)، تقویٰ اور آخرت کی جواب دہی ہے

★ امتِ محمدیہ کے لیے تربیتی دستور: مجموعی طور پر یہ سورت ایک تربیتی نصاب ہے جو فرد کی باطنی اصلاح، معاشرتی پاکیزگی، دعوتی جدوجہد اور آخرت کی فکر - سب کو مربوط کر کے ایک مثالی مومن اور مثالی امت کا خاکہ پیش کرتی ہے۔

مكية

سُوْرَةُ الْمُؤْمِنُوْن

آيات 118

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ﴿١﴾ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ ﴿٢﴾

رسول کی دعوت کے ذریعے انسانی افکار و کردار کی اصلاح، تاکہ ایمان و عملِ صالح کے ذریعے انسان حقیقی فلاح تک پہنچ سکے

صفاتِ مومنین دلائلِ توحید

- آیات 1 تا 11: جنت کے وارث مومنین کی صفات
- آیات 12 تا 16: خلقتِ انسان - اللہ کی قدرت کی نشانیاں - بعث بعد الموت
- آیات 17 تا 22: اللہ کی قدرت کی حیرت انگیز تخلیق، اپنے بندوں پر اس کی کثیر نعمتیں

دعوتِ انبیاء علیہ السلام

- آیات 23 تا 30: قومِ نوحؑ کا قصہ توحید - غایتِ انبیاء
- آیات 31 تا 44: ہودؑ کی بعثت — ہلاکت اقوام میں اللہ کی سنت
- آیات 45 تا 50: قصہ موسیٰ، ہارون اور عیسیٰ علیہم السلام
- آیات 51 تا 52: رسولوں کے لیے ہدایات - وحدت عقائد
- آیات 53 تا 56: رسولوں کے بعد امتوں کا اختلاف

توحید، تقویٰ اور انجامِ آخرت

- آیات 57 تا 61: اہلِ تقویٰ کی نمایاں صفات
- آیات 62 تا 77: کفار کی صفات، ان کے اعمال اور انجام
- آیات 78 تا 80: اللہ کی نعمتیں اور اس کی عبادت کی یاد دہانی
- آیات 81 تا 92: بعث بعد الموت کا انکار اور توحید کے دلائل

انذارِ آخرت اور دعوتِ توحید

- آیات 93 تا 98: نبی کریم ﷺ کے لیے الٰہی ہدایات
- آیات 99 تا 114: موت کے وقت گناہ گاروں کی ندامت اور قیامت کے مناظر
- آیات 115 تا 118: انسانی زندگی کا مقصد اور اللہ کی عظمت و توحید کا بیان

قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ۙ ① الَّذِيۡنَ هُمۡ فِىۡ صَلَاتِهِمۡ خٰشِعُوۡنَ ۙ ② وَالَّذِيۡنَ هُمۡ عَنِ اللَّغۡوِ مُعۡرِضُوۡنَ ۙ ③ وَالَّذِيۡنَ هُمۡ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوۡنَ ۙ ④ وَالَّذِيۡنَ هُمۡ لِفُرُوۡجِهِمۡ حٰفِظُوۡنَ ۙ ⑤

قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ - یقیناً فلاح پا گئے ایمان والے

اَفۡلَحَ يُفۡلِحُ ، اِفلَاحٌ : فلاح پانا، کامیابی حاصل کرنا (IV)

الَّذِيۡنَ هُمۡ فِىۡ صَلَاتِهِمۡ وہ جو اپنی نماز میں

خٰشِعُوۡنَ - خشوع کرنے والے ہیں۔

خَشَعَ يَخْشَعُ ، خُشُوعًا.. جھکنا، عاجزی اختیار کرنا

خُشُوْعٌ : مصدر سے اسم فاعل (عاجزی کرنے والے)

وَالَّذِيۡنَ هُمۡ عَنِ اللَّغۡوِ - اور وہ جو لغویات سے

لَغْو : لغو، بیہودہ/لایعنی/بیکار/عبث/لاحاصل/فضول بات

مُعۡرِضُوۡنَ - اعراض کرنیوالے ہیں۔

أَعْرَضَ يُعْرِضُ ، إِعْرَاضًا: معراض کرنا، منہ پھیرنا (IV)

مُعْرِضٌ : اعراض کرنے والا — اس کی جمع مُعرِضُوْن

وَالَّذِيۡنَ هُمۡ لِلزَّكٰوةِ - اور وہ جو زکوۃ کو

فٰعِلُوۡنَ - ادا کرنے والے ہیں

فَاعِل : کرنے والا (ادا کرنے والا)

وَالَّذِيۡنَ هُمۡ لِفُرُوۡجِهِمۡ - اور وہ جو اپنی شرمگاہوں کی

فُرُوْج : فَرْجٌ کی جمع (شرمگاہ)

حٰفِظُوۡنَ - حفاظت کرنے والے ہیں۔

حٰفِظُوْن: حَافِظٌ کی جمع (اسم فاعل، حفاظت کرنے والے)

اِلَّا عَلٰۤى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۚ ﴿۶﴾ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۚ ﴿۷﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۙ ﴿۸﴾

اِلَّا عَلٰۤى اَزْوَاجِهِمْ - مگر اپنی بیویوں پر

اَزْوَاج : زَوْجٌ کی جمع (بیویاں)

اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ - یا ان پر جن کے مالک ہوئے ان کے داہنے ہاتھ

مَلَكَ يَمْلِكُ ، مَلْكًا : مالک بننا

اَيْمَان : يَمِيْنٌ کی جمع (دایاں ہاتھ)

فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ - تو بلاشبہ وہ نہیں ہیں ملامت کیے ہوئے

لَامَ يَلُوْمُ ، لَوْمًا و مَلَامَةً : ملامت کرنا، برا کہنا

مَلُوْمِيْنَ : مَلُوْمٌ کی جمع (ملامت کیا ہوا) ـ اسم مفعول

فَمَنِ ابْتَغٰى - پھر جو تلاش کرے

اِبْتِغَاءٌ : چاہنا (VIII)

وَرَآءَ ذٰلِكَ - اس کے علاوہ (کوئی اور طریقہ)

وَرَآءَ : آڑ، حد فاصل، کسی چیز کا آگے ہونا یا پیچھے ہونا، علاوہ اور سوا ہونا

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ - تو وہی لوگ حد سے تجاوز کرنے والے ہیں۔

اَلْعٰدُوْن : عَادٍ کی جمع (حد سے نکلا ہوا)

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ - اور وہ جو اپنی امانتوں کا

اَمٰنٰت : اَمَانَةٌ کی جمع

وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ - اور اپنے عہد کا لحاظ رکھنے والے ہیں۔

رَعٰى يَرْعٰى ، رَعْيًا و رِعَايَةً : حفاظت کرنا، نگرانی کرنا

اسم فاعل رَاعٍ ہے (نگہبان، محافظ، پاسدار، چرواہا) — اس کی جمع رٰعُوْن (نبھانے والے، پاسداری کرنے والے، لحاظ کرنے والے

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ ۝۱ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۙ ۝۲ وَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۙ ۝۳ وَ الَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ
فٰعِلُوْنَ ۙ ۝۴ وَ الَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۙ ۝۵ اِلَّا عَلٰۤى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۚ ۝۶ فَمَنِ ابْتَغٰى
وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۚ ۝۷ وَ الَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَ عَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۙ ۝۸

یقیناً فلاح پائی ہے ایمان والوں نے جو: اپنی نماز میں خشوع اختیار کرتے ہیں لغویات سے دور رہتے ہیں، زکوٰۃ کے طریقے پر عامل ہوتے ہیں، اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں، سوائے اپنی بیویوں کے اور ان عورتوں کے جو ان کی ملک یمین میں ہوں کہ ان پر (محفوظ نہ رکھنے میں) وہ قابل ملامت نہیں ہیں، البتہ جو اُس کے علاوہ کچھ اور چاہیں وہی زیادتی کرنے والے ہیں، اپنی امانتوں اور اپنے عہد و پیمان کا پاس رکھتے ہیں

The believers have indeed attained true success: those who, in their Prayers, humble themselves; who avoid whatever is vain and frivolous; who observe Zakah; who strictly guard their private parts save from their wives, or those whom their right hands possess; for with regard to them they are free from blame "As for those who seek beyond that, they are transgressors "who are true to their trusts and their covenants.

قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ۙ﴿۱﴾ الَّذِيۡنَ هُمۡ فِىۡ صَلَاتِهِمۡ خٰشِعُوۡنَ ۙ﴿۲﴾ وَالَّذِيۡنَ هُمۡ عَنِ اللَّغۡوِ مُعۡرِضُوۡنَ ۙ﴿۳﴾

اہل ایمان کو فلاح دنیا و آخرت کی بشارت

- **فلاح کا حقیقی مفہوم** : سورۃ المؤمنون کا آغاز اس اعلان سے ہوتا ہے کہ حقیقی کامیابی اہلِ ایمان نے حاصل کر لی۔ یہاں فلاح سے مراد صرف دنیاوی آسائش، دولت، منصب اور شہرت نہیں ہے۔ قریش کامیابی کو مال، قوت اور سماجی برتری میں دیکھتے تھے، اسی لیے وہ خود کو کامیاب سمجھتے تھے
- **قریش کا غلط معیارِ کامیابی** : مسلمان ظاہری طور پر کمزور، غریب اور آزمائشوں میں گھرے ہوئے تھے، اس لیے قریش انہیں ناکام سمجھتے تھے۔ قرآن اس سوچ کو رد کرتا ہے اور بتاتا ہے کہ اصل کامیابی انسان کے باطن، ایمان اور کردار میں ہے۔ دولت اور وسائل انسانی ضرورت تو ہیں، مگر انسان کی اصل قدر و قیمت ان سے طے نہیں ہوتی۔
- **انسان کی اصل کامیابی کیا ہے؟** قوموں کی سربلندی ہمیشہ مضبوط مقصد، اعلیٰ اخلاق، پختہ کردار اور روشن بصیرت سے ہوتی ہے۔ دنیا کی تعمیر بھی اچھے انسان سے ہوتی ہے اور اس کا فساد بھی بگڑے ہوئے انسان سے پیدا ہوتا ہے۔
- **دعوتِ نبوی کی صداقت** : نبی کریم ﷺ کی دعوت کا اصل ہدف انسان کی اصلاح اور کردار سازی تھا۔ مکہ کے بگڑے ہوئے ماحول میں جن لوگوں نے ایمان قبول کیا، وہ اخلاق و کردار کے روشن نمونے بن گئے۔ یہ تبدیلی خود اس بات کی دلیل ہے کہ یہ دعوت برحق تھی اور اس کے لانے والے اللہ کے سچے رسول تھے۔
- **دنیوی و اخروی فلاح کا وعدہ**: قرآن کی فلاح صرف آخرت کی کامیابی نہیں بلکہ دنیا میں غلبہ، دین کا استحکام اور امن بھی اس کا حصہ ہے۔ اسی لیے قَدۡ اَفۡلَحَ ماضی کے صیغے میں فرمایا گیا، تاکہ یہ واضح ہو کہ اہلِ ایمان کی کامیابی اللہ کے ہاں قطعی اور یقینی ہو چکی

الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۙ ۝۲ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۙ ۝۳

خشوع۔ روح نماز کی طرف اشارہ

- خشوع کے اصل معنی ہیں کسی کے آگے جھک جانا، دب جانا، اظہار عجز وانکسار کرنا۔اس کیفیت کا تعلق دل سے بھی ہے اور جسم کی ظاہری حالت سے بھی
- دل کا خشوع یہ ہے کہ آدمی کسی کی ہیبت اور عظمت وجلال سے مرعوب ہو۔اور جسم کا خشوع یہ ہے کہ جب وہ اس کے سامنے جائے تو سر جھک جائے، اعضاء ڈھیلے پڑ جائیں، نگاہ پست ہو جائے، آواز دب جائے، اور ہیبت زدگی کے وہ سارے آثار اس پر طاری ہو جائیں جو اس حالت میں فطرتاً طاری ہو جایا کرتے ہیں جبکہ آدمی کسی زبردست باجبروت ہستی کے حضور پیش ہو
- نماز میں خشوع سے مراد دل اور جسم کی یہی کیفیت ہے اور یہی نماز کی اصل روح ہے۔حدیث میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ نبی ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ نماز پڑھ رہا ہے اور ساتھ ساتھ ڈاڑھی کے بالوں سے کھیلتا جاتا ہے۔اس پر آپ نے فرمایا :لَوْ خَشَعَ قَلْبُ ھٰذَا لَخَشَعَتْ جَوَارِحُہٗ" اگر اس کے دل میں خشوع ہوتا تو اس کے جسم پر بھی خشوع طاری ہوتا "۔
- نماز میں خشوع صرف دل کی کیفیت کا نام نہیں، بلکہ اس کے کچھ ظاہری تقاضے بھی ہیں؛ چنانچہ بعض ایسے اعمال ہیں جو نماز کے سکون، وقار اور توجہ کے خلاف ہوتے ہیں اور خشوع میں خلل ڈالتے ہیں، ان کی ایک فہرست اگلی سلائیڈ پر :

الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۙ﴿۲﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۙ﴿۳﴾

نماز میں خلافِ خشوع اعمال

- دائیں بائیں مڑنا
- سر اٹھا کر اوپر دیکھنا
- سجدہ گاہ یا سامنے سے ہٹ کر ادھر ادھر دیکھنا
- نماز میں ہلنا جلنا
- مختلف سمتوں میں جھکنا
- کپڑوں کو بار بار سمیٹنا
- کپڑوں کو جھاڑنا
- کپڑوں سے کھیلنا یا ان میں مشغول رہنا
- سجدے میں جاتے وقت بیٹھنے یا سجدے کی جگہ صاف کرنا
- تن کر اور اکڑ کر کھڑا ہونا
- انگلیاں چٹخانا

- بہت بلند آواز سے کڑک کر قرأت کرنا
- قرأت میں گانے کا انداز اختیار کرنا
- زور زور سے جمائی لینا
- ڈکاریں مارنا
- جلدی جلدی نماز پڑھنا
- رکوع، سجود، قیام اور قعود کو اطمینان سے مکمل نہ کرنا
- ایک رکن مکمل ہونے سے پہلے دوسرا شروع کرنا
- بلا ضرورت بار بار ہاتھ حرکت دینا
- دونوں ہاتھوں کو استعمال کرنا
- جان بوجھ کر غیر متعلق باتیں سوچنا
- دل کو نماز سے ہٹا کر دوسری طرف مشغول رکھنا

وَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝۳

لغو سے اعراض: اہلِ ایمان کی ایک نمایاں صفت

- اس آیت کریمہ میں اہلِ ایمان کی ایک نہایت اہم صفت بیان ہوئی ہے کہ وہ لغو سے اعراض کرتے ہیں
- لغو سے مراد ہر وہ بات، مشغلہ اور کام ہے جو فضول، بے مقصد، لایعنی اور لاحاصل ہو، یا انسان کو زندگی کے اصل مقصد یعنی رضائے الٰہی سے غافل کر دے۔ اس میں صرف حرام اور ناجائز چیزیں ہی شامل نہیں، بلکہ وہ مباح مشغلے بھی آ جاتے ہیں جو انسان کے وقت، توجہ اور صلاحیتوں کو ضائع کر دیں۔ مومن کا حال یہ ہوتا ہے کہ وہ لغویات کی طرف متوجہ نہیں ہوتا، ان میں دلچسپی نہیں لیتا، ان میں حصہ نہیں ڈالتا، اور اگر کبھی ایسے ماحول سے واسطہ پڑ جائے تو وقار، بے نیازی اور شرافت کے ساتھ گزر جاتا ہے۔
- یہ نمازِ خشوع کا عملی اثر ہے۔ جب بندہ بار بار اپنے رب کے حضور کھڑا ہوتا ہے تو اس کے اندر جواب دہی کا احساس بیدار رہتا ہے، اور وہ اپنی زندگی کے ایک ایک لمحے کو سنجیدگی سے استعمال کرنا سیکھ لیتا ہے۔ پھر وہ وقت کو "کاٹنے" کی چیز نہیں سمجھتا بلکہ ایک امانت جانتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ بیہودہ گفتگو، فضول مشاغل، گندی مجلسوں، بے کار بحثوں اور مخالفین کی اوچھی باتوں میں الجھنے کے بجائے اپنے مقصد، اپنے عمل اور اپنے رب کی یاد میں لگا رہتا ہے۔ اس کی طبیعت پاکیزہ ہوتی ہے، اس لیے وہ نہ بیہودگی پسند کرتا ہے، نہ فحش گوئی، نہ ٹھٹھا مذاق، نہ وقت کا ضیاع۔ گویا مومن کی زندگی یکسو، باوقار اور بامقصد ہوتی ہے: نہ وہ خود لغو میں پڑتا ہے، نہ لغو کو اپنے راستے کی رکاوٹ بننے دیتا ہے۔
- یہ وصف عملی زندگی میں انسان کو مقصدیت، سنجیدگی اور ضبط عطا کرتا ہے، چنانچہ وہ اپنی صلاحیتیں اور وقت فضولیات میں کھونے کے بجائے ان کاموں پر صرف کرتا ہے جو واقعی نفع بخش، باوقار اور نتیجہ خیز ہوں۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۙ ﴿۴﴾

زکوۃ: ایمان کا عملی اور اجتماعی اظہار

- اس آیتِ کریمہ میں اہلِ ایمان کی ایک اور اہم صفت یہ بیان ہوئی ہے کہ وہ زکوۃ کے لیے سرگرم رہتے ہیں یعنی ادا کرتے ہیں
- قرآن میں نماز کے ساتھ زکوۃ کا بار بار ذکر اس بات کی دلیل ہے کہ یہ دین کا دوسرا بڑا ستون ہے۔ نماز بندے کو اللہ سے جوڑتی ہے، جبکہ زکوۃ اسے بندوں کے حقوق سے جوڑتی ہے
- یوں اسلام انسان کے تعلق کو خالق اور خلق، دونوں کے ساتھ درست بنیادوں پر استوار کرتا ہے۔ چونکہ یہ سورت مکی ہے، اس لیے یہاں زکوۃ سے مراد وہ قانونی زکوۃ نہیں جو مدینہ میں فرض ہوئی، بلکہ اس سے مراد عام انفاق فی سبیل اللہ، مالی پاکیزگی، اور مال کی محبت پر قابو پانا ہے۔ انسان کی بہت سی کمزوریاں نماز سے سنبھلتی ہیں، مگر حبِ مال اور بخل کے علاج کے لیے زکوۃ ضروری ہے۔ زکوۃ انسان کو یہ سکھاتی ہے کہ مال صرف اس کی ذاتی ملک نہیں بلکہ اس میں دوسروں کا حق بھی شامل ہے۔
- تزکیہ اور نشوونما کا وسیع مفہوم : لفظ زکوۃ کے اندر پاکیزگی اور نشوونما، دونوں معنی شامل ہیں۔ اسی لیے بعض اہلِ علم نے یہاں اس کا مفہوم صرف مال دینا نہیں بلکہ تزکیہ کا کام کرنا بیان کیا ہے۔ یعنی مومن اپنے نفس، اخلاق، مال اور زندگی کو پاک کرتا ہے اور دوسروں کی اصلاح میں بھی حصہ لیتا ہے۔ وہ اپنے ایمان کو پروان چڑھاتا، اپنی خواہشات کو قابو میں رکھتا، اور خیر کو اپنے گرد و پیش میں پھیلاتا ہے۔
- اس طرح زکوۃ محض ایک مالی ادائیگی نہیں رہتی بلکہ ایک ہمہ گیر اصلاحی عمل بن جاتی ہے۔ گویا اہلِ ایمان وہ لوگ ہیں جو نماز سے اپنے قلب کو سنوارتے ہیں اور زکوۃ سے زندگی، معاشرے اور تعلقات کو پاکیزہ بناتے ہیں۔

وَ الَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۙ ﴿۵﴾

عفت و عصمت کی حفاظت

- اس آیتِ کریمہ یہ مومنین کی یہ صفت بیان ہوئی ہے کہ وہ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں
- اس کا ایک پہلو یہ ہے کہ وہ اپنے جسم کے ان حصوں کو چھپا کر رکھتے ہیں جنہیں شریعت نے ستر قرار دیا ہے، چنانچہ وہ نہ خود عریانی اختیار کرتے ہیں اور نہ دوسروں کی عریانی کو پسند کرتے ہیں۔ نگاہ، لباس، نشست و برخاست اور معاشرتی رویے - سب میں حیا اور وقار ان کی پہچان ہوتے ہیں۔
- اس کا دوسرا اور زیادہ وسیع مفہوم یہ ہے کہ وہ اپنی عصمت و عفت کی حفاظت کرتے ہیں۔ یعنی وہ شہوانی خواہشات کو بے لگام نہیں چھوڑتے، بلکہ انہیں اللہ کی مقرر کردہ حدود کے اندر رکھتے ہیں۔ وہ صنفی معاملات میں آزادی، بے حیائی اور نفس پرستی کو اپنا شعار نہیں بناتے۔ ان کے نزدیک خواہش نفس کی پیروی زندگی کا مقصد نہیں، بلکہ اطاعتِ الٰہی اصل معیار ہے
- خواہشات پر ضبط، رہبانیت نہیں: قرآن یہ نہیں کہتا کہ شہوت بجائے خود کوئی ناپاک چیز ہے، بلکہ یہ سکھاتا ہے کہ اس جذبے کا درست مصرف صرف وہی ہے جہاں اللہ نے اجازت دی ہے۔ اس حد کے اندر یہ چیز جائز اور فطری ہے، اور اس میں کوئی ملامت نہیں البتہ جو شخص ان حدود سے آگے بڑھتا ہے وہ خواہش کا غلام اور اللہ کی حدوں کا پامال کرنے والا بن جاتا ہے
- اس طرح یہ آیت مومن کی پاکیزہ زندگی کا ایک اہم اصول سامنے لاتی ہے: حیا، ستر کی حفاظت، نگاہ کی پاکیزگی اور شہوت پر ضبط - یہی عفت کا راستہ ہے۔ گویا اہلِ ایمان وہ ہیں جو جسم، نگاہ، خواہش اور کردار، ہر سطح پر پاک دامنی کی حفاظت کرتے ہیں

اِلَّا عَلٰۤى اَزۡوَاجِهِمۡ اَوۡ مَا مَلَكَتۡ اَيۡمَانُهُمۡ فَاِنَّهُمۡ غَيۡرُ مَلُوۡمِيۡنَ‌ۚ ۝٦ فَمَنِ ابۡتَغٰى وَرَآءَ ذٰ لِكَ فَاُولٰۤـئِكَ هُمُ الۡعٰدُوۡنَ‌ۚ ۝٧

جائز دائرۂ تعلق اور فطری رہنمائی: ان آیات میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ اہلِ ایمان اپنی شرمگاہوں کی حفاظت تو کرتے ہیں، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ رہبانیت اختیار کر کے جنسی تعلق کو بالکل عیب سمجھنے لگتے ہیں

- اسلام انسان کے فطری تقاضوں کا انکار نہیں کرتا، بلکہ انہیں ایک پاکیزہ اور منضبط راستہ دیتا ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ اپنی بیویوں اور اس زمانے کے قانونی دائرے میں موجود لونڈیوں کے ساتھ تعلق میں ان پر کوئی ملامت نہیں۔ یعنی جنسی جذبہ بجائے خود برا نہیں، برائی اس کے بے ضابطہ اور ناجائز استعمال میں ہے
- اسلام نہ تو انسان کو خواہشات کا غلام بننے دیتا ہے اور نہ فطرت سے جنگ کرنے والی رہبانیت سکھاتا ہے۔ وہ نکاح کو جائز، پاکیزہ اور باوقار راستہ قرار دیتا ہے تاکہ انسان اپنی ضرورت پوری بھی کرے اور اخلاقی حدود بھی محفوظ رہیں۔ اس طرح شریعت نے اس قوت کو دبانے کے بجائے اس کے لیے حلال مصرف مہیا کیا ہے
- **حد سے تجاوز کا مفہوم:** اس کے بعد فرمایا کہ جو شخص اس جائز دائرے کے علاوہ کوئی اور راستہ ڈھونڈے، وہی حد سے تجاوز کرنے والا ہے۔ یعنی زنا، بے راہ روی، آزاد جنسی تعلقات اور خواہش کی بے لگام پیروی سب اسی تعدی میں شامل ہیں۔ اہلِ ایمان کا امتیاز یہ ہے کہ وہ اپنی خواہش کو شریعت کے تابع رکھتے ہیں، نہ کہ شریعت کو خواہش کے تابع کرتے ہیں۔ جہاں تک لونڈیوں کے ذکر کا تعلق ہے، یہ اس وقت کے معاشرتی نظام کے لحاظ سے تھا، کیونکہ غلامی یکایک ختم نہیں کی گئی بلکہ تدریج کے ساتھ اس کے خاتمے کا راستہ اختیار کیا گیا۔ بعد میں قرآن نے مکاتبت اور آزادی کے دروازے کھول کر اس نظام کو بتدریج ختم کرنے کی بنیاد رکھ دی۔ اس لیے آیت کا اصل اور دائمی پیغام یہ ہے کہ مومن اپنی جنسی زندگی کو بھی اللہ کے مقرر کردہ حدود کے اندر رکھتا ہے۔ گویا پاکدامنی صرف ترکِ حرام کا نام نہیں، بلکہ فطری خواہش کو جائز راستے کے اندر رکھنے کا نام بھی ہے۔

وَ الَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۙ ﴿٨﴾

امانت اور عہد کی پاسداری

- اس آیت میں اہلِ ایمان کی ایک نہایت جامع صفت بیان ہوئی ہے کہ وہ اپنی امانتوں اور اپنے عہد و پیمان کا پاس رکھتے ہیں
- امانت کا مفہوم بہت وسیع ہے۔ اس میں وہ سب نعمتیں اور صلاحیتیں شامل ہیں جو اللہ نے انسان کو عطا کی ہیں، جیسے زندگی، جوانی، عقل، علم، مال، اولاد، منصب، اثر و رسوخ اور مختلف ذمہ داریاں۔ اسی طرح وہ امانتیں بھی اس میں داخل ہیں جو لوگ ایک دوسرے کے پاس رکھواتے ہیں، اور وہ حقوق بھی جو کسی انسان پر دوسروں کے حوالے سے لازم ہوتے ہیں۔ مومن کا طرزِ عمل یہ ہوتا ہے کہ وہ ان سب کو اللہ کی امانت سمجھ کر درست مصرف میں لانے کی کوشش کرتا ہے، اور اپنے رب یا بندوں میں سے کسی کے حق میں خیانت کا مرتکب نہیں ہوتا۔
- عہد و میثاق کا وسیع دائرہ: اسی طرح عہد میں وہ تمام وعدے اور معاہدے شامل ہیں جو بندے نے اپنے رب سے کیے ہیں، خواہ وہ فطرت کے عہد ہوں، شریعت کے احکام ہوں، یا ایمان کے تقاضے۔ اس میں انسانوں کے باہمی قول و قرار، تحریری معاہدے، معاشرتی ذمہ داریاں اور قومی پیمان بھی داخل ہیں۔ اہلِ ایمان کی شان یہ ہے کہ وہ وعدہ کرکے پھرنے والے، قول دے کر توڑنے والے اور ذمہ داری لے کر بھاگنے والے نہیں ہوتے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس میں امانت نہیں اس میں ایمان نہیں، اور جس میں عہد کی پابندی نہیں اس میں دین نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ امانت میں خیانت اور عہد شکنی کو نفاق کی نمایاں علامتوں میں شمار کیا گیا ہے۔
- نماز سے تعلق: درحقیقت نماز انسان کو بار بار اپنے رب کے ساتھ کیے گئے عہد کی یاد دلا کر اسے امانتوں اور ذمہ داریوں کی دیانت دارانہ ادائیگی کی طرف متوجہ رکھتی ہ

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۘ ⑨ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۙ ⑩ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ⑪

وَالَّذِيْنَ هُمْ - اور وہ جو

عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ - اپنی نمازوں پر حفاظت کرتے ہیں۔

حَافَظَ يُحَافِظُ ، مُحَافَظَةٌ : حفاظت کرنا

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ - وہی لوگ ہی وارث ہیں۔

الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ - جو وارث ہوں گے فردوس کے

فِرْدَوْس : سب سے اعلیٰ درجے کی جنت (جنتوں کے وسط میں)

هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ - وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں

اور اپنی نمازوں کی محافظت کرتے ہیں، یہی لوگ وہ وارث ہیں، جو میراث میں فردوس پائیں گے اور اس میں ہمیشہ رہیں گے

And who guard their Prayers. Such are the inheritors that shall inherit Paradise; and in it they shall abide for ever.

وَ الَّذِيۡنَ هُمۡ عَلٰى صَلَوٰتِهِمۡ يُحَافِظُوۡنَ ۘ‏ ﴿۹﴾

نماز کی محافظت: ایمان کی تکمیل

- سورۃ المؤمنون میں اہلِ ایمان کی صفات کا ذکر نماز سے شروع ہوا تھا اور نماز ہی پر ختم کیا گیا ہے۔ابتدا میں نماز کی روح یعنی خشوع کا ذکر تھا، اور یہاں نماز کی محافظت کا بیان ہے۔اس فرق سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز کی حقیقت صرف اندرونی کیفیت ہی نہیں، بلکہ اس کی ظاہری نگہداشت بھی ضروری ہے۔
- یہاں صلوات جمع کے صیغے میں آیا ہے، جس سے اشارہ ملتا ہے کہ مومن ایک ایک وقت کی نماز کی پوری پابندی کرتا ہے۔
- وہ نماز کو محض ایک رسم یا بوجھ نہیں سمجھتا، بلکہ دین کی بنیاد اور زندگی کی قوت جانتا ہے۔اسی لیے وہ نماز کے اوقات، آداب، ارکان اور اجزاء سب کی حفاظت کرتا ہے۔وہ طہارت، وضو، لباس، وقت کی پابندی اور جماعت کے اہتمام کا خاص خیال رکھتا ہے۔وہ نماز جلدی جلدی نمٹانے کے بجائے سکون، وقار اور تعدیلِ ارکان کے ساتھ ادا کرتا ہے۔جو کچھ زبان سے پڑھتا ہے، اسے شعور، توجہ اور دل کی حاضری کے ساتھ پڑھتا ہے۔اس کے نزدیک نماز اللہ کے حضور عرض داشت ہے، نہ کہ بے روح الفاظ کی تکرار۔
- **نماز: دین کی نگہبان**- نماز در حقیقت دین کے چمن کی آبیاری بھی کرتی ہے اور اس کی حفاظت بھی۔اگر نماز میں خشوع کی روح ہو اور اس کی برابر نگہداشت کی جائے تو اس کے اثرات پوری زندگی میں ظاہر ہوتے ہیں۔ لیکن اگر اس سے غفلت برتی جائے تو دین کی عمارت کمزور ہونے لگتی ہے۔اسی لیے کہا گیا کہ نماز دین کا ستون ہے؛ جس نے اسے قائم رکھا اس نے دین کو قائم رکھا۔ گویا کامیاب مومن وہ ہے جو نماز کو صرف پڑھتا نہیں، بلکہ اسے سنبھالتا، نبھاتا اور اپنی پوری زندگی کی محافظ بنالیتا ہے۔

أُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝١٠ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ۭ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝١١

فردوس کی وراثت کے اصلی حقدار

- سورۃ المؤمنون کی ان آیات میں ان اہلِ ایمان کے انجام کو بیان کیا گیا ہے جو پہلے بیان کی گئی صفات کو اپنی زندگی میں اختیار کرتے ہیں۔ فرمایا گیا کہ یہی لوگ اصل وارث ہیں جو جنت الفردوس کے حق دار بنیں گے اور اس میں ہمیشہ رہیں گے۔
- **اس تعبیر میں** اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جنت دراصل انسان کی اصل منزل ہے، جسے حضرت آدم علیہ السلام کے واقعے کے بعد انسانیت نے کھو دیا تھا۔ اب جو لوگ ایمان اور عمل صالح کے ذریعے شیطان کے فریب کو شکست دیتے ہیں، وہ اپنے باپ کی کھوئی ہوئی جنت کو دوبارہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ یہ کامیابی عارضی نہیں بلکہ دائمی ہوگی، کیونکہ وہاں سے نکالے جانے کا کوئی اندیشہ نہیں ہوگا
- **فردوس کا مقام**: فردوس جنت کا اعلیٰ ترین مقام ہے جو ایمان، استقامت اور اعلیٰ اخلاق کے حامل لوگوں کو عطا کیا جائے گا۔ یہ لفظ قدیم زمانے سے مختلف زبانوں میں ایک وسیع و محفوظ باغ کے لیے استعمال ہوتا رہا ہے، جس کے گرد حصار ہو اور جس میں طرح طرح کے پھل اور نعمتیں موجود ہوں۔ قرآن میں اس کا استعمال جنت کے عظیم باغات کے مجموعے کے لیے ہوا ہے، جیسا کہ فرمایا گیا: "كانت لهم جنات الفردوس نزلاً"۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فردوس ایک ایسی وسیع جنت ہے جس میں بے شمار باغ اور نعمتیں جمع ہیں (حدیثِ مبارکہ میں جنت الفردوس کی تفصیل۔۔۔)
- **فلاح کا اصل معیار**: ان آیات سے یہ حقیقت بھی واضح ہوتی ہے کہ فلاح صرف زبانی دعوے کا نام نہیں، بلکہ ایمان اور صالح اعمال کے اجتماع کا نتیجہ ہے۔ جو لوگ قرآن کی ہدایت کو قبول کرکے اپنی زندگی میں یہ صفات پیدا کرتے ہیں، وہی حقیقی کامیابی کے مستحق ہیں۔ اس طرح مومن کی کامیابی محض دنیا کی عارضی خوش حالی نہیں بلکہ وہ دائمی سعادت ہے جس کا نقطۂ کمال جنت الفردوس میں ابدی زندگی کی صورت میں ظاہر ہوگا۔

اضافی مواد

Reference Material

آیات 1 تا 11 کے مطالب کا خلاصہ

اصل کامیابی سچے ایمان پر موقوف ہے۔

صرف زبانی یا دکھاوے کا ایمان کافی نہیں، بلکہ ایسا ایمان چاہیے جو دل میں مضبوطی سے بیٹھ جائے اور زندگی بدل دے۔

سچے ایمان کی پہلی نشانی نماز ہے۔

جس ایمان سے نماز پیدا نہ ہو، وہ کمزور اور بے اثر ایمان ہے۔

نماز کی جان خشوع ہے۔

یعنی نماز میں دل جھکا ہوا ہو، عاجزی ہو، اور بندہ واقعی اللہ کی طرف متوجہ ہو۔

خشوع والی نماز انسان کو برائیوں سے روکتی ہے۔

جب بندہ نماز میں اللہ کے سامنے ہونے کا احساس رکھتا ہے تو وہ فحش، گناہ اور فضول باتوں سے بچنے لگتا ہے۔

ایمان کا دوسرا بڑا اظہار زکوۃ اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنا ہے۔

نماز اور زکوۃ دین کے دو بڑے ستون ہیں، اور شریعت کی پوری عمارت انہی پر کھڑی ہے۔

آیات 1 تا 11 کے مطالب کا خلاصہ

جو شخص دل اور مال دونوں میں اللہ کی حاکمیت مان لے، وہ خواہشات کا غلام نہیں بنتا۔

وہ اپنی شہوت اور نفس کی پیروی میں دوسروں کے حقوق اور عزت پر حملہ نہیں کرتا۔

اہلِ ایمان امانت اور وعدے کا پورا حق ادا کرتے ہیں۔

چاہے معاملہ اللہ کے حق کا ہو یا بندوں کے حق کا، وہ دیانت اور وفاداری سے کام لیتے ہیں۔

نموہ اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

یعنی نماز میں دل جھکا ہوا ہو، عاجزی ہو، اور بندہ واقعی اللہ کی طرف متوجہ ہو۔

خشوع والی نماز انسان کو برائیوں سے روکتی ہے۔

اور یہی نماز ان کے پورے دین کی حفاظت کا ذریعہ بن جاتی ہے۔

جو لوگ ان صفات کے حامل ہوں گے، وہی جنت کے اصل وارث ہوں گے۔

اور یہی حقیقی اور دائمی کامیابی ہے۔

أُولَٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡوَٰرِثُونَ ۝١٠ ٱلَّذِينَ يَرِثُونَ ٱلۡفِرۡدَوۡسَ هُمۡ فِيهَا خَٰلِدُونَ ۝١١

الفِردَوس کیا ہے؟

- "الفِردَوس" جنتوں میں سب سے اعلیٰ اور مرکزی درجے کا نام ہے۔
- قرآن میں یہ لفظ دو مرتبہ آیا ہے، اور دونوں جگہ ایمان اور عملِ صالح کو اس کے استحقاق کی شرط بنایا گیا ہے
- إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا (الکہف -107) بیشک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے، ان کے لیے جنت الفردوس مہمانی کے طور پر ہے، ہمیشہ اس میں رہیں گے اور وہاں سے ہٹنے کا ارادہ بھی نہ کریں گے
- أُولَٰئِكَ هُمُ الْوَارِثُونَ – الَّذِينَ يَرِثُونَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيهَا خَالِدُو (المؤمنون 10–11) یہی لوگ وارث ہیں، جو فردوس کے وارث ہوں گے، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے
- حدیث میں بھی جنت الفردوس کا ذکر آیا ہے ۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا : " إِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ أَعَدَّهَا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لِلْمُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِهِ بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ فَإِذَا سَأَلْتُمُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ فَسْأَلُوهُ الْفِرْدَوْسَ فَإِنَّهُ وَسَطُ الْجَنَّةِ وَأَعْلَى الْجَنَّةِ وَفَوْقَهُ عَرْشُ الرَّحْمَنِ عَزَّ وَجَلَّ وَمِنْهُ تَفْجُرُ أَوْ تَنْفَجِرُ أَنْهَارُ الْجَنَّةِ " (یاد رکھو کہ) جنت میں سو درجے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ میں جہاد کرنے والوں کے لیے ان کو تیار کر رکھا ہے، ان میں سے ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان ہے، تم جب بھی اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کرو تو جنت الفردوس کا سوال کیا کرو، وہ جنت کا سب سے اعلیٰ درجہ ہے، اس کے اوپر اللہ تعالیٰ کا عرش ہے اور اسی سے جنت کی نہریں پھوٹتی ہیں (البخاري)
- دیگر احادیث میں بھی جنت الفردوس کا ذکر آیا ہے - ان سب کا خلاصہ یہ ہے کہ جنت الفردوس کا جمال تمام جنتوں سے بڑھ کر ہے

جنت الفردوس

جنت الفردوس کی خصوصیات

- سب سے اونچا درجہ - عرشِ الٰہی کے بالکل نیچے۔
- نہروں کا منبع - جنت کی (چاروں بڑی نہریں - پانی، دودھ، شہد، شرابِ طہور) اسی سے پھوٹتی ہیں۔
- ہمیشگی اور کامل رضا - یہاں سے نہ نکلنے کی خواہش، نہ کسی اور جگہ جانے کی طلب۔
- قربِ خاصِ الٰہی اور قربِ رسول ﷺ –احادیث سے اشارہ ملتا ہے کہ نبی ﷺ کا مسکن بھی اعلیٰ فردوس میں ہوگا، اور جو آپؐ کی رفاقت کے طالبؔ ہوں، انہیں سجدوں اور عبادت کی کثرت کی وصیت کی گئی۔
- ظاہری و باطنی جمال –سونا، چاندی، مشک، خوشبو، پھل، نہریں؛ مگر سب سے بڑی نعمت اللہ کی رضا و قرب
- جنت الفردوس انبیاء کرام علیہم السلام کا بھی مسکن ہے، جہاں اللہ کا دیدار حاصل ہوگا، اور جہاں ایسی نعمتیں ہیں جو کسی آنکھ نے نہیں دیکھیں۔

نبی کریم ﷺ کے ارشاد کے مطابق اللہ سے اس اعلیٰ ترین جنت کا سوال کریں:

" اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْفِرْدَوْسَ الْأَعْلَى "

"اے اللہ ! میں تجھ سے اعلیٰ ترین جنت الفردوس مانگتا ہوں۔"

جنت الفردوس

فردوس کے وارث کون؟

سورۃالمؤمنون کے آغاز میں واضح criteria دے دیا گیا:

- نماز میں خشوع
- لغویات سے اجتناب
- زکوۃ کی ادائیگی
- عفت و پاکدامنی
- امانت و عہد کی پابندی
- نمازوں کی حفاظت
- حدیث مبارکہ میں اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کا مقام بھی یہی بتایا گیا ہے
- حضرت حارثہ بن سراقہؓ کی شہادت کے بعد ان کی والدہ نے نبی ﷺ سے ان کے مقام کے بارے میں پوچھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اے امِ حارثہ! جنت میں تو کئی باغات ہیں اور تمہارا بیٹا تو فردوسِ اعلیٰ میں پہنچ گیا ہے۔" (صحیح بخاری)
- بعض روایات میں جہاد فی سبیل اللہ، صبر، اور سجدوں کی کثرت کو بھی اعلیٰ درجات، خصوصاً نبی ﷺ کی رفاقت کے حصول کا سبب بتایا گیا ہے

سورۃ المؤمنون (آیات 1–11) - عملی پلان (Actionable Framework)

1. نماز میں خشوع :

نماز شعوری طور پر پڑھیں، ہر نماز سے پہلے ایک لمحے کا توقف کرکے سوچیں، میں کس کے سامنے کھڑا ہوں؟ نماز کو مکمل سکون اور توجہ کے ساتھ ادا کریں (no rush)، نماز سے توجہ ہٹانے والے عوامل اور اشیاء (جیسے فون وغیرہ) کو نماز کے دوران اپنے ساتھ نہ رکھیں

2. لغویات سے اجتناب :

ان تمام مشاغل اور مصروفیات کو پہچان کر ان سے دور رہیں جو محض وقت کا ضیاع ہیں جن سے کوئی مثبت طور پر دنیاوی اور دینی/آخرت کا فائدہ نہیں ۔ ان میں بلا مقصد سوشل میڈیا کے پلیٹ فارمز پر گھنٹوں گزارنا (Scrolling & chatting) ، فضول اور غیر مفید مباحث پر وقت ضائع کرنا، معصیت کے کام (فحش، گندی یا ذو معنی گفتگو، طنز و تمسخر، گالی گلوچ، غیبت، چغلی)، ایسی تفریح یا گانا بجانا جو دل کو غفلت، شہوت یا گناہ کی طرف لے جائے، صرف وقت گذاری کے مشاغل جو انسان کی عبادت، علم کے حصول اور ذمہ داریوں کی ادائیگی کو متاثر کرے

3. زکوٰۃ و انفاق :

اپنی ماہانہ آمدنی سے کچھ نہ کچھ مقدار صدقہ /انفاق کرنا، اگر ممکن ہو تو ہفتہ وار ایک چھوٹی سی مالی عبادت۔ اس نیت کے ساتھ کہ یہ مال اللہ نے عطا کیا ہے، یہ اس کی امانت ہے اور یہ محض اس کی خوشنودی کے لیے صدقہ و انفاق کر رہا/رہی ہوں

4. عفت و پاکدامنی:

i. نظر کی حفاظت: نظر کو قابو میں رکھنا وقتی عمل نہیں بلکہ مستقل عادت بنائیں - ایسی چیزوں سے فوراً نظر ہٹا لیں جو دل و ایمان کو متاثر کریں

ii. ڈیجیٹل حدود: موبائل اور سوشل میڈیا کے استعمال میں اپنی حدود واضح رکھیں - نا مناسب مواد کو فوراً رد کریں۔ اپنی ڈیجیٹل دنیا کو صاف رکھیں، جو چیز نظر، دل، دماغ اور ایمان کو متاثر کرے، اسے فوراً ختم کریں۔ سوشل میڈیا استعمال کرتے وقت یہ معیار رکھیں کہ ہر چیز دیکھنے کے قابل نہیں ہوتی۔ تمام آن لائن سرگرمیوں میں حیا اور ذمہ داری کو بنیاد بنائیں، نہ کہ محض تفریح۔ جو چیزیں اللہ کی نافرمانی کی طرف لے جانے والی ہوں، انہیں دیکھنے یا فالو کرنے سے سختی سے پرہیز کریں

iii. صحبت اور ماحول: ایسے لوگوں اور ماحول کا انتخاب کریں جو ایمان، حیا اور اچھے کردار کو مضبوط کریں، نہ کہ کمزور

5. امانت و عہد کی پاسداری:

لوگوں سے کیا ہر وعدہ، دی گئی یا لی گئی ہر ذمہ داری کو لکھ لیں /نوٹ کر لیں اور اسے مکمل ہونے تک follow کریں - بھول، تاخیر یا سستی (Procrastination) کو معمول نہ بننے دیں۔(اللہ کے اس حکم کو اس طرح بہترین صورت میں پورا کریں)

کام میں شفافیت (Transparency) رکھیں ، کام ایمانداری سے کریں، شارٹ کٹس اور چھپی ہوئی کوتاہیوں سے بچیں، جو کریں، واضح اور صاف ہو۔

اعتماد والے معاملات میں خاص احتیاط برتیں - جہاں لوگ آپ پر بھروسہ کریں (پیسہ، معلومات، ذمہ داری)، وہاں اضافی ذمہ داری اور احتیاط کے ساتھ معاملہ کریں۔

سورۃ المؤمنون (آیات 1–11) - عملی پلان (Actionable Framework)

6. نمازوں کی حفاظت:

نماز کو ترجیح بنائیں: نماز کو صرف روزمرہ کاموں کی فہرست میں شامل نہ کریں بلکہ اسے دن کا مرکزی ستون بنائیں، اپنے باقی کام نماز کے گرد ترتیب دیں، نہ کہ نماز کو کاموں کے مطابق مؤخر کریں۔

اول وقت میں نماز: نمازیں مستقل طور پر اول وقت ادا کرنے کا ہدف رکھیں۔ اس کے لیے اذان سنتے ہی تیاری کی عادت ڈالیں تاکہ تاخیر معمول نہ بنے۔

نماز باجماعت: نماز باجماعت کو یقینی بنائیں، اس سے نہ صرف زندگی میں نظم اور پابندی پیدا ہوتی ہے بلکہ یہ ایمان کی تقویت کا بھی باعث بنتی ہیں (اقامت سے پہلے وقت کو نوافل، اذکار اور تلاوتِ قرآن کے لیے استعمال کریں)

نماز فوت ہونے کے اسباب کی شناخت اور تدارک: وہ عوامل پہچانیں جو نماز میں تاخیر یا قضا کا سبب بنتے ہیں (مثلاً نیند، مصروفیت، غفلت، کھیل) اور ان کا تدارک کے لیے عملی اقدام کریں جیسے الارم، پیشگی تیاری، اور وقت کی بہتر منصوبہ بندی

7. اپنا روزانہ محاسبہ: روزانہ رات کو چند منٹ نکال کر اپنا محاسبہ کریں (محاسبۂ نفس)۔ اپنے اعمال، نیتوں اور رویّوں کا جائزہ لیں - یہی عادت انسان کو غفلت سے نکال کر شعوری زندگی کی طرف لے جاتی ہے۔

سوچیں، آج کون سا بہتر عمل کیا ہے؟ اس سے حوصلہ ملتا ہے اور نیکی کو برقرار رکھنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے

دیانت داری سے دیکھیں کہاں کمی یا غلطی ہوئی ہے؟ خاص کر دوسروں کے ساتھ تعامل میں، بغیر جواز تراشے، تاکہ اصلاح ہو

ہفتہ وار یا ماہانہ جائزہ بھی لیں، کہ جن امور کو بہتر کرنے کا عزم کیا تھا ان میں کہاں تک بہتری آئی ہے؟

سورۃالمؤمنون (آیات 1–11) - عملی پلان (Actionable Framework)

8. ان آیات کا حفظ :

ان 11 آیات کو باقاعدہ طورپر حفظ کریں، روزانہ دہرائیں اور نماز میں شامل کریں تاکہ ان کا مفہوم دل و عمل کا حصہ بن جائے، محض یادداشت تک محدود نہ رہے۔

9. ان آیات کا درس وبیان :

ان آیات کو گہرائی سے سمجھ کران پرایک مختصر مگر جامع درس تیار کریں، تاکہ خود بھی پختگی حاصل ہو اور دوسروں تک بھی یہ پیغام مؤثرانداز میں پہنچایا جاسکے- کیونکہ بہترین سیکھنا سکھانے سے آتا ہے۔(Teach to Internalize)

چونکہ قرآنِ کریم کا یہ مقام اور یہاں بیان کردہ صفات امت کے افراد کی کردار سازی اور امت کی تشکیل سازی کا پروگرام ہے جن سے ایک صالح جماعت وجود میں آتی ہےاس لیے یہ الگ الگ نکات نہیں ہیں۔ خشوع، لغو سے اجتناب، پاکدامنی، امانت، نماز کی حفاظت، امانتوں اور وعدوں کی پاسداری - یہ سب ایک integrated system میں مربوط ہیں، جن ان میں اس ایک بھی کمزور ہو تو باقی بھی متاثر ہوتے ہیں

مومن عمل بھی کرتا ہے اور قبول نہ ہونے کا خوف بھی رکھتا ہے، یہ توازن ہی اخلاص پیدا کرتا ہے (نہ غرور، نہ مایوسی)

لغویات/فضولیات کو لوگ معمولی سمجھتے ہیں لیکن درحقیقت یہ انسانی کردار اور روح کو تباہ کرنی والی ہیں

ان صفات میں انسان کے لیے دروں بینی (Self-Assessment) کا بہت سارا سامان موجود ہے کہ ان صفات کے پیمانے پر میں کہاں کھڑا ہوں؟